تحریر: الدکتور محمد ہانی الخطیب
ترجمہ: جناب محمد مسعود عبدہ

قسط (۵)

اسماء وصفاتِ باری تعالیٰ
اسماء اللہ الحسنیٰ کے معانی

امام ترمذیؒ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إنّ للہ تسعۃ وتسعین اسماً مائۃ غیر واحد من احصاھا دخل الجنۃ،
ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو الرحمان الرحیم"

"اللہ رب العزت کے ایک کم سو، ننانوے نام ہیں، جس نے انہیں یاد کرلیا، جنت میں داخل ہوگیا ——— اللہ وہ ذات ہے کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں، رحمان رحیم ہے"

۱۔ اللہ جل جلالہٗ:

پُرجلال اسم علم ہے اور معبودِ برحق پر دلالت کناں ——— آئندہ ذکر ہونے والے تمام معانی الاسماء کا جامع! ——— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی: "انّ للہ تسعۃ وتسعین اسماً" اس امر پر دلیل ہے کہ "اللہ" اسماء الحسنیٰ میں سے مشہور ترین ہے، اور دیگر اسماء اس اسم کی طرف مضاف ہیں۔

یہ بھی مروی ہے کہ "اللہ" ہی اسم اعظم ہے" اور یہ اللہ تعالیٰ کا برا اسم۔ اس اسم (اللہ) کی طرف منسوب ہے ——— چنانچہ یہ تو کہا جائے گا کہ "الرؤف" "الکریم" - "الحکیم" - اللہ عزّوجل کے اسماء میں سے ہیں، یہ نہیں کہا جائے گا کہ اللہ، رؤف وکریم کے اسماء میں سے ہے[1]

---

[1] تحفۃ الاحوذی ج ۹ ص ۴۰۴، مختصر تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۱۹

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ ننانوے اسماء میں سے "اللہ" سب سے عظیم نام ہے، کیونکہ یہ تمام صفاتِ الٰہیہ کی جامع ذات پر دلالت کرتا ہے۔ جب کہ دیگر اسماء میں سے ہر ایک، ایک ہی معنی مثلاً علم فعل، قدرت وغیرہ کے لیے ہے ——— "اللہ" رب سبحانہٗ وتعالیٰ کے خاص ناموں میں سے ہے، اسی لیے اس کے علاوہ کسی دوسرے پر اس کا اطلاق نہیں ہوگا ——— نہ حقیقۃً اور نہ مجازاً ——— اس کے علاوہ دیگر اسماء مثلاً قادر، علیم، رحیم کسی دوسرے کے لیے بھی استعمال ہو سکتے ہیں۔

"رحمان اگرچہ رحمت سے مشتق ہے، لیکن یہ بھی "اللہ" کی طرح کسی دوسرے کے لیے استعمال نہیں ہو سکتا۔ اسی لیے اللہ رب العزت نے ان دونوں کو اپنے فرمان میں جمع کر دیا ہے:

"قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ——— الآیۃ" (الاسراء ۱۱۰)

(اے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرما دیجئے، تم اسے "اللہ" کے نام سے پکارو یا "رحمان" کے نام سے ..... ["]

"یہ کریمہ میں ان دو اسماء کا خصوصیت کے ساتھ ذکر اس امر پر دال ہے کہ یہ دونوں نام تمام اسماء میں سے زیادہ شرف و عظمت کے حامل ہیں ——— جب کہ اسم "رحمان" پر اسم "اللہ" کی تقدیم سے یہ ظاہر ہے کہ یہ تمام اسماء سے عظیم تر ہے، اگرچہ دیگر نام بھی انتہائی فضیلت کے حامل ہیں، اور ان کے معانی بھی شرف و جلالت پر ہی دلالت کناں ہیں[1]

"اللہ" ایسا اسم ہے، جو سوائے اس ذاتِ تبارک و تعالیٰ کے کسی کا نام نہیں ہے۔ اسی لیے کلامِ عرب میں یہ کسی مصدر سے مشتق نہیں اور اکثر اہلِ علم کے نزدیک یہ اسم جامد ہے۔ ہاں بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ "أَلِہَ" سے مشتق ہے ——— أَلِہَ، یَأْلَہُ، إِلَاهَۃً۔ جیسے عَبَدَ، یَعْبُدُ، عِبَادَۃً ——— اور اللہ ہی معبودِ حقیقی ہے۔

جب کہ بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ "أَلِھْتُ" سے مشتق ہے، جیسے:

"أَلِھْتُ إِلٰی فُلَانٍ ای سَکَنْتُ إِلَیْہِ"

"میں نے اس کی طرف سکون حاصل کیا"

کیونکہ معقول کو اس کے ذکر کے بغیر سکون حاصل نہیں ہوتا، نفوس کو اسی کے ساتھ اطمینان ملتا

---

[1] روح المعانی للآلوسی ج ۱ ص ۱۹۳۔

ہے اور ارواح اسی کی معرفت سے سرشار ہوتی ہیں ـــــ اس حقیقت کی ترجمانی خود اللہ رب العزت نے یوں فرمائی ہے :

"اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ" (الرعد : ۲۸)

"دلوں کو اللہ کے ذکر سے اطمینان نصیب ہوتا ہے"

ایک رائے یہ بھی ہے کہ "اللہ" "وَلِہَ" سے مشتق ہے جس کے معنی "حیرت" کے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی صفات و عظمت میں جس قدر بھی غور کیا جائے، حیرت اسی قدر فزوں تر ہوتی چلی جاتی ہے ـــــ تاہم اصولیین و فقہاء میں سے اکثر اس بات پر متفق ہیں کہ "اللہ" ایسا اسم ہے جو غیر مشتق ہے۔[1]

۲۔۲ : اَلرَّحْمٰنُ الرَّحِیْم :

یہ دونوں اسماء "رحمت" سے مشتق ہیں اور مبالغہ کے صیغے ہیں۔ تاہم "رحمان" میں "رحیم" کی نسبت مبالغہ زیادہ ہے۔ اس کی تصدیق اس حدیث سے ہوتی ہے، جسے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ حدیث قدسی بیان فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا :

"قال اللہ عزوجل، انا اللہ، انا الرحمان، خلقت الرّحِم وشققت لها اسماً من اسمی، فمن وصلها وصلتہ، ومن قطعها قطعتہ، او قال بتتّہ"[2]

"اللہ رب العزت نے فرمایا، میں اللہ ہوں، میں رحمان ہوں، میں نے رحم کو پیدا کیا اور اس کا نام اپنے نام (رحمان) سے مشتق کیا، جس نے اسے ملایا، میں اسے ملاؤں گا۔ اور جس نے اسے قطع کیا، میں اسے قطع کروں گا، یا فرمایا، میں اسے کاٹ دوں گا۔"

جب کہ ایک حدیث، جسے امام احمدؒ نے قوی اسناد کے ساتھ، اور ابن حبانؒ نے اپنی صحیح میں روایت کیا، یوں ہے کہ :

---

[1] دیکھئے تفسیر اسماء اللہ الحسنیٰ للزجاج ص ۲۵، مختصر تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۱۹، الاسماء والصفات صفحہ ۱۸۔

[2] مختصر تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۱۹، الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۲۲۸، حدیث نمبر ۱۷، الاسماء والصفات ص ۴۹-۵۲۔

"عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: سمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم یقول: انّ الرَّحِمَ شُجنۃٌ مّن الرّحمان، تقول یا ربّ انّی اسیءُ الیّ یا ربّ انّی ظلمت، یاربّ فیجیبھا: الا ترضین ان اصل من وصلکِ، واقطع من قطعکِ"[1]

"حضرت ابوہریرہؓ بیان فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپؐ فرماتے تھے، رحم (لفظاً) "رحمان" سے لیا گیا ہے ——— کہتا ہے، اے رب میں غمگین ہوں، میں نے ظلم کیا! اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ میں اسے ملاؤں جس نے تجھے ملایا، اور اُسے قطع کروں جس نے تجھے قطع کیا"

"فعلان" کے وزن پر آنے والا اسم، مبالغہ کے علاوہ نہیں ہوتا، جیسے آپ کہیں: "غضبان" (غصہ سے بھرا ہوا آدمی) ——— "رجل ندمان" (ایسا شخص جس کی ندامت انتہا کو پہنچ جائے) ——— "انار ملان" (اس قدر بھرا ہوا برتن کہ چھلک چھلک جائے!) ——— چنانچہ "رحمان" بروزنِ "فعلان" ہے، اور "رحیم" بروزنِ "فعیل" ——— جب کہ "فعیل" کبھی فاعل کے معنوں میں ہوتا ہے اور کبھی مفعول کے معنوں میں!

امام طبریؒ کہتے ہیں: "رحمان" تمام مخلوق کے لیے ہے اور "رحیم" کا تعلق مومنوں سے ہے ———

اسی لیے اللہ رب العزت نے فرمایا:

- "اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى" (طٰہٰ: ۵)
- "رحمان عرش پر مستوی ہوا!"

اللہ تعالیٰ نے "استوار" کا ذکر اپنے اسم رحمان کے ساتھ فرمایا، تاکہ اپنی رحمت کو تمام مخلوق کے لیے عام کرے۔ جب کہ مومنوں کا تذکرہ اپنے اسم "رحیم" کے ساتھ فرمایا:

"وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا" (الاحزاب: ۴۳)

"وہ مومنوں پر بڑا مہربان ہے!"

اس سے معلوم ہوا کہ "رحمان" رحمت میں انتہائی مبالغہ کے لیے ہے، تاکہ یہ رحمت، دارین میں اس کی تمام مخلوق کے لیے عام ہو۔ جب کہ "رحیم" مومنوں کے ساتھ مخصوص ہے۔

---

[1] بحوالہ الترغیب والترہیب حدیث ۱۹، جلد ۲، ص ۲۲۹

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے اہم "رحمان" کو اہم "رحیم" کے ساتھ ملایا، تاکہ معلوم ہو، اس کی رحمت کا فیضان اپنے تمام بندوں پر ہے۔ چنانچہ اس دارالامتحان (دنیا) میں وہ ہر زندہ کو رزق اور زندگی کی جملہ ضروریات مہیا فرماتا ہے اور مومنوں کو بھی اپنے انعامات سے نوازتا ہے ـــــ اے میرے رب! تیری شان کس قدر ارفع وبلند ہے:

"وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا" (المومن: ۷)

"تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے"!

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر جو سب سے بڑی رحمت نازل فرمائی، وہ خاتم الرسل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہے۔ آپؐ کو پیغاماتِ سماوی کے ساتھ اہلِ زمین کی طرف مبعوث فرمایا اور آپؐ کی شان یہ بیان فرمائی کہ،

"وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ" (الانبیآء: ۱۰۷)

"ہم نے آپؐ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے"!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ،

"من لا يرحم الناس لا يرحمه الله"[1]

"جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا، اللہ رب العزت بھی اس پر رحم نہیں فرماتے"!

نیز فرمایا،

"ليس من أمتي من لم يجل كبيرنا ويرحم صغيرنا ويعرف لعالمنا حقه"[2]

"وہ میری امت میں سے نہیں جو ہمارے بڑوں کا احترام نہیں کرتا، ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے عالم کا حق نہیں پہچانتا"!

بندوں کی باہمی رحمت ومحبت اللہ عزوجل کی رحمت کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ:

"وارحم من في الأرض يرحمك من في السماء"[3]

---

[1] صحیحین بحوالہ قبسات من ہدی النبوۃ ص ۹۵، حدیث ۱۲۶۔

[2] احمد طبرانی باسناد صحیح، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۲۷

[3] طبرانی، رجالہ، رجال الصحیح

"تو ان پر رحم کر جو زمین میں ہیں، آسمان والا تجھ پر رحم فرمائے گا۔"

"اَلْمَلِكُ"

یعنی بادشاہ، کسی ایک خطہ یا ملک کا نہیں، بلکہ پوری کائنات کا بادشاہ ــــــ ایجاد و اختراع و ابداع سب پر قادر ــــــ اشیاء کو بنانے بگاڑنے نیز موت و حیات وغیرہ میں ہر چیز پر مکمل تصرف کا مالک و مختار ــــــ "الملک" "خالق" کی طرح اسمائے افعال میں سے ہے، اسی لیے فرمایا:

- "فَتَعَلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ" (طٰہٰ : ۱۱۴)

- "بلند ہے اللہ، بادشاہ حقیقی!"

- "اَلْمَلِكُ" ابداع کا مقتضی ہے، جب کہ ابداع کسی چیز کو عدم سے وجود میں لانے کا نام ہے۔ ابداع نیز تصرف ہی کرتی ہے، کسی دوسرے کے بارے اس کا وہم تک نہیں کیا جا سکتا ــــــ وہ بادشاہ ہے، ایسا بادشاہ جو بلند شان بھی ہے، کائنات کو پیدا کرنے والا بھی اور فنا کے بعد اسے دوبارہ بنا لینے پر قادر بھی! ــــــ دنیاوی بادشاہوں کی طرح نہیں کہ کوئی اس سے بدلہ لے، اس کی تملیک اس سے چھین جائے یا اس کے قبضۂ قدرت سے باہر ہو۔ وہ حقیقی بادشاہ ہے اور اس کے علاوہ دیگر سب مجازی[1] بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

- "یقبض اللّٰہ تعالیٰ الارض یوم القیامۃ ویطوی السماء بیمینہ ثم یقول انا الملک .... این ملوک الارض"[2]

- "روزِ قیامت اللہ رب العزت زمین کو اپنے قبضہ میں لیے، آسمانوں کو اپنے داہنے ہاتھ میں لپیٹ کر اعلان فرمائیں گے، ہم بادشاہ ہیں، کہاں ہیں زمین پر اپنی بادشاہت کا اعلان کرنے والے؟"

ایک اور حدیث میں ہے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان فرماتے ہیں:

- "رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قائما علی المنبر وھو

---

[1] دیکھئے تحفۃ الاحوذی ج ۹ ص ۴۸۳، الاسماء والصفات ص ۲۹

[2] صحیح بخاری ج ۹ ص ۲۰۸، الاسماء والصفات ص ۲۹

یحکی عن ربہ عزوجل فقال: ان اللہ تبارک وتعالی اذا کان یوم القیامۃ جمع السمٰوٰت والارضین السبع فی قبضتہ، ثم یقول عزوجل: انا اللہ، انا الرحمٰن، انا الملک، انا القدوس، انا السلام، انا المؤمن، انا المھیمن، انا العزیز، انا الجبار، انا المتکبر، انا الذی بدأت الدنیا ولم تک شیئا، انا الذی اعدتھا، این الملوک — این این الجبابرۃ ؟ [1]

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا آپ منبر پر کھڑے رب تعالیٰ کی شان بیان فرما رہے تھے، فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ روز قیامت آسمانوں اور زمینوں کو اپنی مٹھی میں لے لیں گے پھر فرمائیں گے کہ میں اللہ ہوں، میں رحمان ہوں، میں "ملک" (بادشاہ) ہوں، میں "قدوس" ہوں (میری ذات مقدس ہے) میں "سلام" (سلامتی کی سلامتی) ہوں، میں "مومن" (امن دینے والا) ہوں، میں "مہیمن" (نگہبان) ہوں، میں "عزیز" (سب پر غالب) ہوں، میں "جبار" (اپنے اختیارات میں تحت) ہوں، میں "متکبر" (بڑائی والا) ہوں —— میں وہ ہوں جو دنیا کو عدم سے وجود میں لایا اور میں ہی اسے لوٹاؤں گا (دوبارہ پیدا کروں گا) کہاں ہیں دنیا کے بادشاہ؟ —— کہاں ہیں، کہاں ہیں، اپنے تئیں قوی تر کہلاتے والے؟"

"مالک الملک" کی تشریح میں خطابی نے کہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بادشاہی کی کے ہاتھ میں ہے، جسے چاہتا ہے، عطا فرماتا ہے اور جس سے چاہے، چھین لیتا ہے —— ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ —— الآیۃ" (آل عمران: ۲۶)

"اے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم! آپ فرما دیجئے، اے اللہ ملک کے مالک! تو جسے چاہے ملک عطا (کرتا) ہے اور جس سے چاہے چھین لیتا ہے ......"

اس کا معنیٰ "مالک الملوک" بھی ہو سکتا ہے، جیسے کہ کہا جاتا ہے: "رب الارباب" اور یہ بھی

---

[1] الاسماء والصفات ص ۲۹-۳۰

استعمال ہے کہ اس کا معنیٰ "ملک کا حقیقی وارث" ہو۔ کیونکہ روزِ قیامت کوئی بھی بادشاہی کا دعوٰی نہ کر سکے گا اور نہ ہی لے اس سے چھین سکے گا ——۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

"اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ" —— الآیۃ (الفرقان ۲۶)

"آج کے دن حقیقی بادشاہی رحمان ہی کے لیے ہے"

(دیکھئے "الاسماء والصفات" ص ۳۰-۳۱)

میں کہتا ہوں، باری سبحانہٗ وتعالیٰ کی ذاتِ علیا میں یہ تمام معانی موجود ہیں، اور یہی بات اس کی جلالتِ قدر اور عظمتِ سلطانی کے لائق بھی ہے !

(جاری ہے)

مفت --- مفت --- مفت

وسیلہ کے موضوع پر بہترین رسالہ "حقیقۃ الوسیلہ"
مبلغ پانچ روپے بذریعہ منی آرڈر یا اس کے مساوی ڈاک ٹکٹ درج ذیل پتوں پر بھیج کر طلب فرمائیں :

۱۔ عبدالرحمٰن عزیز الٰہ آبادی ادارہ امر بالمعروف حسین خان والا نمبر ۸ چونکی (قصور)
۲۔ عبداللہ ارشد فاضل عربی حافظ بک ڈپو البدر مارکیٹ چونکی ۵۵۲۰۰ پ ل سی
۳۔ عبدالوحید عزیز محمدی جامعہ محمدیہ حق بازار اوکاڑہ
۴۔ مکتبہ ناصریہ مین بازار حاجی آباد فیصل آباد